(٥) [illegible] ص ٢٣٢

[illegible] ص ٢٣٦

[illegible] ص ٢١

[illegible] الشعر . [illegible] ص ٢١

[illegible] ٣٣١ [illegible]

(٦) [illegible] - ص [illegible]

[illegible] ٢٥٥

(٨) « « ٢٢٣ - ٢٢٤

[illegible]

[illegible] ٣٨٥

مراجع

طبقات الشعراء - أبو عبد الله محمد بن سلام الجمحي مطبعة السعادة - مصر

كتاب الأغاني - أبو الفرج الأصبهاني - تحقيق إبراهيم الأبياري -
دار الشعب - القصر العيني القاهرة سنة ١٩٦٩م

الشعر والشعراء - ابن قتيبة - شرح وتحقيق أحمد محمد شاكر - القاهرة سنة [illegible]

طبقات الشعراء في مدح الخلفاء والوزراء - عبد الله بن المعتز -
دار الكتب العلمية - مصر سنة ١٩٦٩م

[illegible] - أبو بكر محمد بن يحيى الصولي - تحقيق [illegible] -
دار المعارف - مصر - سنة [illegible]

اسرار البلاغۃ ۔ ابو بکر عبد القاہر الجرجانی

[illegible] HELLMUT RITTER تحقیق

الموازنۃ بین ابی تمام والبحتری ۔ ابو القاسم حسن بن بشر بن یحیٰی آمدی

مطبعۃ الجوائب ۔ آستانہ ۱۲۸۷ھ

اتجاہات فی تطور النقد الادبی ۔ محمد خلف الله احمد ۔ دار المعارف ۔ مصر ۱۹۶۰ء

العقد الفرید ۔ ابو عمر احمد بن محمد بن عبد ربہ اندلسی

شرح و تحقیق ۔ احمد امین ابراہیم ابیاری ۔ عیسیٰ البابی الحلبی ۔ قاہرہ ۱۹۴۳ء

کتاب الصناعتین ۔ ابو ہلال حسن بن عبد الله بن سہل عسکری ۔

حلبی ایڈیشن ۔ قاہرہ ۱۳۲۰ھ

کتاب العمدۃ فی صناعۃ الشعر ونقدہ ۔ ابو الحسن ابن رشیق قیروانی مصر ۱۹۳۴ء

اصول النقد الادبی ۔ احمد شائب قاہرہ ۱۹۶۰ء

النقد الادبی اصولہ ومناہجہ ۔ سید قطب ۔ قاہرہ ۱۹۵۴ء

الموشح فی مآخذ العلماء علی الشعراء ۔ ابو عبید الله محمد بن عمران مرزبانی ۔ قاہرہ

فی النقد الادبی ۔ ڈاکٹر شوقی ضیف ۔ دار المعارف ۔ مصر ۱۹۶۲ء

الحیاۃ الادبیۃ بعد ظہور الاسلام ۔ محمد عبد المنعم خفاجی ۔ حلبی ایڈیشن قاہرہ ۱۳۶۹ھ

الفہرست ۔ ابن ندیم ۔ مطبعۃ رحمانیہ ۔ مصر ۔

النقد المنہجی عند العرب ۔ ڈاکٹر محمد مندور ۔ دار النہضۃ ۔ مصر ۱۹۴۸ء

یتیمۃ الدہر فی محاسن اہل العصر ۔ ابو منصور عبد الملک بن اسماعیل ثعالبی قاہرہ ۱۳۲۰ھ

نقد الشعر ۔ قدامہ بن جعفر ، تحقیق کمال مصطفیٰ بغداد ۱۹۶۳ء

ARISTOTLES. THEORY OF POETRY WATER OXFORD 19.9

LILERASY CRITICISM FROM PLATO TO DRYDEN [illegible] OXFORD 1951

PRINCIPLES OF LILERARY CRITICISM RICHARDS.

(جاری)

اخوان المسلمون کی تحریک کے اثرات خطۂ عرب پر

ڈاکٹر محمد راشد ندوی

اخوان المسلمون کی تحریک جس کے موجد شیخ حسن البنا ہیں۔ یہ تحریک ۱۹۲۶ء میں قائم ہوئی اور کچھ ہی عرصے کے بعد یہ مصر ہی نہیں بلکہ دنیائے عرب کی سب سے مضبوط، مستحکم اور موثر اسلامی تحریک بن گئی۔ اس تحریک کے بارے میں اپنے بچپن میں پڑھتا اور سنتا تھا۔ ۱۹۵۰ء کے بعد دارالعلوم ندوۃ العلماء کے دوران قیام جب عربی زبان و ادب سے تھوڑی بہت واقفیت ہوئی تو مصری جرائد و مجلات کا مطالعہ شروع کیا۔ یہ وہ زمانہ ہے جب یہ تحریک اپنے عروج پر تھی۔ ۱۹۵۱ء میں جب میرے استاذ محترم مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب نے عرب ملکوں کا دورہ فرمایا، تو انہوں نے واپسی کے بعد اخوان کے سلسلہ میں بہت سی معلومات فراہم کیں۔ اور اپنے ساتھ اخوان کے اہم لٹریچر بھی لائے۔ اور خود اخوان پر مقالے لکھے۔ ان مقالوں میں ایک اہم مقالہ جس کو انہوں نے قاہرہ میں اخوان کے ذمہ داروں کے سامنے پیش کیا تھا۔ جس کا موضوع تھا "اریدُ ان اتحدث الی الاخوان" تھا۔ کتابچہ کی شکل میں شائع ہوا اور اردو میں بھی اس کا ترجمہ چھپا۔ اس طرح اخوان کے سلسلہ میں معلومات میں اضافہ ہو گیا۔ لیکن اس کی تحریک کی تصویر سامنے نہیں آپائی تھی۔ ۱۹۵۵ء کے [illegible] عرب جانے کا موقع ملا تو [illegible] ہوتے ہوئے شام پہونچا۔ اور وہ

سن [illegible] میری پہلی منزل تھی۔ دمشق (شام) کے دوران قیام [illegible] تحریک کو قریب سے

دیکھنے کا موقع ملا اگرچہ یہ وہ زمانہ ہے جب شاہ مصر جمال عبدالناصر کے اقدام کی وجہ سے

با اثر [illegible] ہو چکے تھے۔ اور مصر میں ان کا وجود عدم کے برابر ہو گیا تھا لیکن ان

کے [illegible] دوسرے عرب ممالک میں سیاسی پناہ میں تھے۔ مصر کے بعد اس

تحریک کا سب سے مضبوط مرکز شام ہی تھا اور اس وقت اخوان کی قیادت وہاں کے مشہور

مفتی [illegible] کے ہاتھ میں تھی [illegible] السباعی [illegible] کے

بعد [illegible] کے لئے [illegible] کیا جا رہا تھا۔ شام کے دوران قیام اس تنظیم کو قریب سے

دیکھنے کا موقع ملا اور خاص طور سے یونیورسٹیوں اور کالجوں کے نوجوانوں پر اس

[illegible] تھے ان کو دیکھ کر [illegible] کی تاریخ [illegible] یاد آ جاتی ہے [illegible] اخوان

کے امام [illegible] کی تصانیف کے دیکھنے کا بھی موقع ملا اور اس طرح اس تحریک کے

[illegible] کو سمجھنے کے مواقع نصیب ہوئے۔ ۱۹۵۲ء میں [illegible] مصر جانے کی توفیق

ہوئی جو صحیح معنوں میں اخوانی فکر کی آماجگاہ تھا۔ وہاں [illegible] جا بجا

چنگاریاں [illegible] نظر آئیں۔ یعنی حکومت نے [illegible] کو [illegible] کیا تو موت کے گھاٹ

اتار دیا تھا [illegible] مصر میں [illegible] جیلوں کی چہار دیواریوں میں تھے اور [illegible] کے

ساتھ ان کے تعلیمی مرکزوں اور کتب خانوں کو جلا کر خاکستر کر دیا تھا جنہیں دیکھ کر

بادی النظر میں یہ یقین ہوتا تھا کہ تحریک ختم ہو گئی ہے۔ [illegible] کے دوبارہ زندہ

ہونے کی کوئی شکل باقی نہیں رہ گئی۔ لیکن تاریخ [illegible] سے [illegible] ایسی مثالیں

ملتی ہیں کہ کسی بھی دور میں کوئی بھی علمی یا فکری تحریک تشدد کی وجہ سے ختم نہیں ہوئی

بلکہ تشدد کی تحریکوں کو اور مضبوط کیا ہے۔ [illegible] ایک تجربہ کے بعد میں اخوان کی

تحریک کا وہ [illegible] پیش کر رہا ہوں [illegible] تحریک [illegible]

[illegible]

[illegible] نظر آتے ہیں [illegible] دور [illegible]
[illegible] اثر کو [illegible]
[illegible] مغرب [illegible] اور تعلیمی نظام سے
[illegible] قبول [illegible] سب سے پہلے تعلیم
[illegible] شیخ [illegible] اور علامہ رشید رضا جیسے مفکر اپنی
[illegible] کی اصلاح کی [illegible] کرتے ہیں لیکن وہ ناکام رہے۔
[illegible] تعلیم [illegible] تھا اس کو اپنا لیا۔
[illegible] یونیورسٹیوں [illegible] نصاب تعلیم یا طریقہ تعلیم رائج
[illegible] وہ بالکل مغربی طرز کا تھا۔ جدید سائنس، ٹیکنالوجی، میڈیسن اور اس کے
ساتھ ساتھ اقتصادیات، سماجیات، اور سیاسیات وغیرہ باتوں کی تعلیم کا
وہی طریقہ مصر کی یونیورسٹیوں میں رکھا گیا جو فرانس اور انگلستان کی یونیورسٹیوں
میں رائج تھا۔ غیر ملکی اساتذہ سے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لئے مدد حاصل
کی گئی۔ اور مصری نوجوانوں کو فرانس اور انگلستان اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے
بھیجا گیا۔ اس طرح اس نصاب تعلیم کے ذریعہ جن نوجوانوں کو تعلیم دی گئی۔ وہ
لاشعوری طور پر مغربی سیاست اور ثقافت کو خوشی خوشی قبول کرتے جا رہے تھے۔
اور اسی بنیاد پر مصر کے سیاسی اور سماجی ڈھانچے کی تشکیل بھی شروع ہو گئی۔ انتخابات
پارلیمنٹ، وزارتوں کا تقرر اور ان کے ماتحت حکومت کے مختلف محکموں کا [illegible]
[illegible] اس کا [illegible] وہی طریقہ تھا جو یورپ کے مختلف ممالک میں
تھا۔ سیاسی [illegible] کی تشکیل کے لئے جماعت یا پارٹی سازی کی ضرورت ہوتی
ہے وہ وہاں کی تھی جو یورپ کے دوسرے ملکوں میں تھی۔ دوسرے مغربی ادب و ثقافت
کو [illegible] سے عوام تک پہنچا دیا گیا تھا۔ مصر کے لکھنے والے اسی انداز سے

[illegible] کی کوشش [illegible] کی [illegible]

گئے تھے یہ تو تمام ممالک کے لیکن [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] عام [illegible] اس بات کا احساس [illegible]

سے بھی [illegible] وہ حقیقت آزادی کی نعمت سے محروم ہیں۔ اسی [illegible]

کیفیت [illegible] کی تحریکیں مصر میں [illegible] اُٹھیں۔ ان کا بنیادی [illegible]

ملکی آزادی اور [illegible] تھی۔ اور انقلابی نعروں میں ہر جماعت کا اہم نعرہ ملک کی

آزادی ہوتا۔ اس طرح اگر دیکھا جائے تو مصر کے سیاسی رہنماؤں کی ساری توجہ

[illegible] مصر کی آزادی ہی کی طرف ہو جاتی۔ اور کوئی [illegible] ان کی [illegible]

[illegible] کے لیے کوئی موجودہ نظام کے بارے میں سوچ ہی نہیں سکتی تھی۔ [illegible] گذشتہ [illegible]

کے لیکن [illegible] تمام تحریکیں کامیابی سے محروم تھیں۔ اور جو بھی تحریکیں اس عہد میں

[illegible] دینی [illegible] سیاسی تھیں جہاں تک مذہبی [illegible] اور دینی علوم کا تعلق ہے

[illegible] کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ [illegible] کے افکار [illegible]

رہے نہیں بلکہ [illegible] کسی نہ کسی شکل [illegible] میں کام کرتے رہے۔ چنانچہ اس دور میں جو

[illegible] کہا جا سکتا ہے کہ مصر کے علماء اور

[illegible] کی [illegible] کوشش [illegible]

نظر نہیں آتی۔ اس طرح قدیم [illegible] جو [illegible]

[illegible] اور اسلامی علوم و فنون کو اپنے انداز میں پیش کرنے کی [illegible]

اس طرح مکمل [illegible]

[illegible] مذہبی اور دینی بیداری کی [illegible] کوششیں [illegible] تھیں۔ وہ انفرادی [illegible]

اجتماعی [illegible] نظم [illegible] نہیں [illegible] سیاسی تنظیموں کا بدل ہو سکے
[illegible] تنظیم [illegible] ہی عرصہ میں
[illegible] تنظیم ہو گئی۔ اور یہ تنظیم اخوان
المسلمون کے نام سے مشہور ہوئی [illegible] اور حسن البنا [illegible] اس تنظیم کے
[illegible] انتخاب کیا گیا [illegible] تنظیم کے [illegible]
تھے [illegible] ان کے [illegible] سال بھی نہیں گذرے تھے کہ [illegible] لاکھوں
[illegible] اس [illegible] نہیں ہوئے [illegible] مؤید اور معاون ہو گئے۔

اس تحریک پر گفتگو کرنے سے پہلے مناسب ہوگا کہ حسن کے بارے میں
تھوڑا سا بیان کروں تاکہ ان کی روشنی میں تحریک کے [illegible] آسانی
[illegible] کے بانی حسن البنا ہیں۔ وہ [illegible] میں مصر
کے [illegible] کے شہر [illegible] میں پیدا ہوئے۔ ان کا خاندان علمی اور مذہبی تھا اور
ان کے والد شیخ عبدالرحمن البنا ساعاتی کے لقب سے مشہور تھے۔ ساعاتی عربی میں گھڑی
کی مرمت کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے پیشہ سے متوسط درجہ کی زندگی بسر
کرتے تھے۔ [illegible] سادگی اور دل میں قناعت تھی۔ اس لئے دنیا کی دوسری چیزوں
سے ہٹ کر عبادت اور کتابوں کے مطالعہ میں اپنا وقت گذارتے تھے۔ ان کی زندگی
قدیم طرز کے علماء کی عملی تصویر تھی۔ شوق مطالعہ نے انہیں حدیث کی تحقیق و تخریج کی طرف
مائل کیا۔ چنانچہ انہوں نے امام احمد بن حنبلؒ اور امام شافعیؒ کی مسند پر کام کیا۔ اسی
علمی اور دینی ماحول میں حسن البنا نے آنکھ کھولی۔ [illegible] کے والد کا اثر ان کی زندگی پر نمایاں
نظر آتا ہے۔ کتابوں کے پڑھنے کا شوق، اوقات کی پابندی اور عام زندگی [illegible] ان
کے اندر [illegible] پایا جاتا تھا۔ [illegible] اسکول میں باقاعدہ تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ
دینی [illegible] اپنے والد سے پڑھتے تھے۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں انہوں نے [illegible] اسکول

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] شہرت کا سبب [illegible]

[illegible] تعلیم دی جاتی تھی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

زندگی کے لئے [illegible] مناسب سمجھتے گئے۔ [illegible]

رہے۔ ان کا فاضل وقت لوگوں سے ملنے میں صرف ہوتا۔ [illegible]

اور گاؤں میں گذارتے اور لوگوں میں مذہب کی تبلیغ کرتے۔ عوامی زندگی سے قریب

ہونے میں انہیں لطف حاصل ہوتا۔ [illegible] راستوں پر

پیدل چلنے سے بھی نہیں گھبراتے تھے۔ انہیں لوگوں کی [illegible] زندگی [illegible] کے ساتھ

ساتھ ان کی سماجی زندگی بہتر بنانے کی بھی فکر رہتی تھی۔ انہوں نے گاؤں اور

قصبات کے لوگوں کی اصلاح کرنے کے سلسلہ میں [illegible]

[illegible]

انہوں نے [illegible] مشغول ہو گئے۔ [illegible]

جب ان کا دائرہ عمل بڑھتا گیا تو اپنی ملازمت سے مستعفی دینے کا فیصلہ کرلیا۔ تاکہ یکسوئی سے وہ اپنی زندگی کو سنوارنے میں اپنا وقت صرف کرسکیں۔ اسماعیلیہ اگرچہ مصر کا بڑا شہر ہے اور جغرافیائی اعتبار سے اس کی بڑی اہمیت ہے۔ لیکن حسن البناء نے اپنے بلند مقاصد کے پیش نظر قاہرہ ہی میں سکونت اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ قاہرہ حکومت کا مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ مصر کے ادیبوں، فنکاروں، سیاستدانوں اور ترقی پسندوں کا بھی مرکز تھا۔ اس لئے اعلیٰ سطح پر کسی تحریک کی کامیابی کے لئے ضروری تھا کہ اس کو یہیں سے آگے بڑھایا جائے۔ چنانچہ حسن البناء اسماعیلیہ سے قاہرہ منتقل ہوگئے۔ قاہرہ ان کے لئے نیا نہیں تھا۔ چار سال تک وہ یہاں طالب علم کی حیثیت سے مقیم رہ چکے تھے۔ اس عرصہ میں انہوں نے اپنا رابطہ وہاں کے مذہبی اور ادبی حلقے کے مشہور لوگوں سے قائم کرلیا تھا۔ خاص طور سے شیخ عبدہٗ کے جوشیلے شاگرد شیخ رشید رضا، الفتح کے ایڈیٹر، شیخ محی الدین الخطیب، شیخ وجودی، فرید وجدی سے ان کے تعلقات اس زمانہ میں قائم ہو چکے تھے۔ ان حضرات کا مصر اور مصر سے باہر علمی اور مذہبی حلقے میں بڑا اثر تھا۔ شیخ رشید رضا اپنے مجلہ المنار کے ذریعہ اس وقت دنیائے عرب و اسلام کی سیاسی اور مذہبی رہنمائی کر رہے تھے۔ اسی طرح شیخ محب الدین الخطیب صحافت کے میدان میں بہت کامیاب تھے۔ ان کے رسالہ الفتح کی دھوم عرب ممالک کے علاوہ تمام اسلامی ملکوں میں بھی مچی ہوئی تھی۔ ان کے لکھنے کا انداز بہت پسندیدہ اور بڑا معیاری تھا۔ بعض اعتبار سے ان کا رسالہ الفتح رسالہ المنار سے بھی اچھا سمجھا جاتا تھا۔ ان دونوں رسالوں کے انداز فکر و نظر میں بڑی یکسانیت تھی۔ اگرچہ انداز بیان و اسلوب نگارش ایک حد تک مختلف تھا۔ یہ دونوں بزرگ قدامت پسندوں کے خلاف اجتہاد و قیاس کے علمبردار تھے۔ مگر چاہتے تھے۔ کہ ان دونوں کو شریعت کی حدود میں رکھتے ہوئے۔

نیک نیتی کے ساتھ مفاد عامہ کے لئے استعمال کیا جائے، بطور فیشن یا تفنن طبع نہیں ان کا خیال تھا کہ اس وقت تجسس واجتہاد سے کام لینا وقت کا تقاضا ہے اور اسی میں عام مسلمانوں کی فلاح وبہبود ہے۔ حسن البناء نے ان حضرات سے مستقل تعلق رکھا۔ اور ان دونوں کے رسالوں کو پابندی سے پڑھتے رہے۔ چنانچہ حالات کا جائزہ لینے کے بعد ۱۹۲۸ء میں انہوں نے اخوان المسلمون کی بنیاد رکھی۔ اس تحریک کا خاکہ انہوں نے اپنے ساتھیوں اور دوستوں کے مشورہ اور مدد سے تیار کیا ہو گا. لیکن ہمیں یقینی طور پر نہیں معلوم ہو سکا کہ رشید رضا، محب الدین الخطیب ... اور فرید وجدی سے انہوں نے مشورہ لیا یا نہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ رشید رضا اور محب الدین الخطیب نے اخوان المسلمون تحریک کا جہاں تک مذہبی تعلق تھا۔ یقیناً ساتھ دیا ہو گا. لیکن جہاں مذہبی تحریکیں سیاسی رنگ اختیار کرنے لگتی ہیں، وہیں سے لوگوں کے درمیان اختلافات شروع ہو جاتے ہیں۔ رشید رضا کا ذہن اگرچہ سیاسی تھا اور اسی مقصد کی خاطر وہ اپنے وطن شام سے ہجرت کر کے مصر آ گئے تھے لیکن مصر میں براہ راست سیاست میں وابستگی سے اپنے ذہن کو بچانے کی کوشش کی۔ جہاں تک محب الدین الخطیب کا تعلق ہے۔ ان کا مزاج خالص علمی اور ادبی تھا۔ سیاست کی پیچیدہ راہوں سے انہیں مناسبت نہیں تھی اس لئے حسن البناء کے ساتھ سیاسی میدان میں کہیں بھی وہ نظر نہیں آتے۔ ۱۹۲۷ء سے ۱۹۳۷ء تک حسن البناء کی توجہ مسلمانوں کے اصلاحی اور مذہبی معاملات تک محدود رہی اور اس عرصہ میں انہوں نے بڑی ہوشیاری اور ذہانت سے اپنی تحریک کو آگے بڑھاتے رہے۔ ان کی انتظامی صلاحیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے۔ کہ مصر کے ہر حلقہ میں ان کی تحریک روشناس ہو گئی۔ اس عرصہ میں انہوں نے شہروں، قصبوں اور گاؤں میں منظم جلسوں کے ذریعہ اپنی بات پہونچاتے رہے، اور سب سے بڑا کام انہوں نے یہ کیا کہ ہر قصبہ اور شہر میں اپنی تنظیم کا مرکز قائم

کیا۔ جس کے ذریعہ وہ پورے مصر پر تنظیم کو کنٹرول کئے ہوئے تھے۔ ان کی تحریک سے وابستہ ہونے والے گاؤں کے کسان، کارخانوں کے مزدور اور حکومت کے محکموں میں دوسرے درجہ کے ملازمین زیادہ تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر آئندہ اس تحریک کو سیاسی تحریک میں بدلا گیا تو ان کا یہ طریقہ زیادہ کامیاب ثابت ہو سکے گا، چنانچہ ۱۹۳۷ء کے بعد انہوں نے سیاست میں حصہ لینے کا بھی فیصلہ کر لیا۔ اور سیاست میں حصہ لینے کا مطلب یہ تھا کہ اس زمانہ کی سیاسی پارٹیوں کے مدمقابل ہو کر پارلیمنٹ کے انتخاب میں بھی حصہ لیں اور سیاسی طور پر اپنے وجود کو بھی ثابت کریں۔ ۱۹۳۷ء سے لے کر ۱۹۴۹ء تک یعنی جب تک وہ زندہ رہے یہ تحریک اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھی پھیل گئی اور ایسا لگتا تھا کہ یہ اس وقت کی سب سے مضبوط سیاسی اور مذہبی تحریک ہے۔ مذہب کا عنصر اس تحریک پر ہمیشہ غالب رہا۔ اس لئے جذباتی طور پر عوام کو اس سے زیادہ لگاؤ تھی۔ اس لئے قدرتی طور پر حکومت اور اس وقت کی تمام سیاسی پارٹیاں ان سے خائف تھیں۔ اور سب سے بڑا خطرہ اس وقت انگریزوں کو تھا۔ کیونکہ وہ اس ابھرتی ہوئی تنظیم کا اندازہ پوری طرح کر رہے تھے۔

اس عرصہ میں حسن البناء نے مذہبی اصلاحات اور سیاسی رہنماؤں کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کی فوجی تربیت کا بھی انتظام کیا۔ چنانچہ ان کا خیال تھا کہ اگر مصر میں کبھی اخوان نے سیاسی انقلاب کی طرف قدم اٹھایا۔ تو ان کے فوجی تربیت یافتہ نوجوان حالات پر قابو پانے کے لئے معاون اور مددگار ثابت ہو سکیں گے۔ چنانچہ ۱۹۳۸ء میں اپنی تحریک کے دس سالہ تقریب کے موقع پر نوجوانوں کو خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا:—

میرے بھائیو! مجھے تین سو ایسے دستے نصیب ہو جائیں، جن کے دماغ علم، جن کے دل ایمان و یقین کی دولت سے معمور ہوں اور جن کی جسمانی تربیت بھی ٹھیک طریقہ پر ہوئی ہو۔ تو اس وقت اگر آپ مجھ سے یہ کہیں کہ

مشوری کی محافل اور اسباق کی بندشوں پر دشمن اعتقاد کریں تو ہم
اس کے لئے تیار ہوں گے۔ سچ اب کا ولولہ آپ کے سہارے نکلے گا ہر جگہ
کیا کچھ تامل نہ ہوگا۔ یقین رکھئے ہم ہر کشمکش اور ہر مصیبت سے آنکھیں
ملانے کے لئے تیار ہوں گے (۱)

حسن البناء کے سامنے مصر کی دو انقلابی تحریکیں تھیں۔ اور یہ دونوں انقلابی تحریکیں عوامی تھیں۔ پہلی تحریک جو ۱۸۸۱ء میں عرابی پاشا کی زیر قیادت وجود میں آئی۔ اور دوسری تحریک ۱۹۱۹ء میں سعد زغلول کی قیادت میں۔ یہ دونوں تحریکیں سیاسی اعتبار سے بڑی مضبوط تھیں۔ اور مصر کا بچہ بچہ ان کے لئے اپنی جان نثار کرنے پر تیار تھا۔ شہروں سے لیکر گاؤں اور قصبات کے مرد، بچے، بوڑھے یہاں تک کہ خواتین بھی دونوں تحریکوں میں سیاسی رہنماؤں کی پوری طرح مدد کر رہی تھیں۔ لیکن اتنی بڑی عوامی طاقت ہونے کے باوجود یہ دونوں تحریکیں اپنے مقصد میں ناکام ہو گئیں۔ پہلی تحریک کے سبب انگریز مصر میں باقاعدہ داخل ہو گئے۔ اور دوسری تحریک جو ان کے خلاف تھی۔ اتنی زبردست بغاوت کے باوجود ان کو ہٹانے اور نکالنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ اور لوگوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا، اس لئے حسن البناء نے ان دونوں تحریکوں سے سبق سیکھا اور اس لئے مذہبی اور سیاسی بیداری پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ وہ نوجوانوں کی فوجی تربیت کی طرف بھی مائل ہوئے۔ اور ان کا تربیتی پروگرام جہاں جہاں بھی اخوان کے مراکز تھے۔ پابندی سے ہوتا۔ حسن البناء نے اس عرصہ میں سیاست کا براہ راست مطالعہ کیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اسلامی تاریخ کی طرف مائل ہوئے۔ اور قدیم سیاسی اور مذہبی مفکرین کی تحریروں کا مطالعہ بھی کیا جس کے ذریعہ سے

(۱) :۔ اخوان المسلمون، اسحٰق حسینی منقول از رسالہ اسلام اور عصر جدید، ڈاکٹر محمد راشد [illegible] جولائی ۱۹۶۹ء

انہیں [illegible] معنوں میں ایک سیاسی اور مذہبی جماعت بنانے کی پوری کوشش کی۔ قدرت نے انہیں خطابت کا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ اس ملکہ کو انہوں نے اپنے مطالعہ سے اور بڑھایا اور کمال پیدا کیا۔ یہاں تک کہ وہ مصر کے اپنے دور کے سب سے بڑے خطیب بن گئے۔ ان کی خطابت میں جادو کا اثر تھا۔ اور خطابت کے ساتھ ساتھ مجلسی گفتگو بھی ان کی بڑی مؤثر اور جاذب ہوتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مصر کے پڑھے لکھے اور فکر اور معنی رکھنے والوں سے جب گفتگو کرتے تو انہیں اپنی طرف کھینچ لیتے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ مصر کی ایک ایسی بڑی تعداد ان کے حلقہ سے وابستہ ہونے لگی جسے لکھنے پڑھنے کا ذوق تھا۔ اور ان میں سے بہت سے مصنف اور محقق بھی تھے۔ ان میں عبدالقادر عودہ جنہیں جدید و قدیم اسلامی تاریخ و فقہ پر غیر معمولی قدرت حاصل تھی۔ شیخ الحسینی جو بہت کامیاب وکیل اور مختلف عدالتوں میں جج کے عہدہ پر فائز تھے۔ سید قطب جو مصر کے ادبی حلقہ میں بحیثیت ادیب، ناقد اور شاعر روشناس تھے۔ شیخ الغزالی جو ازہر کے تعلیم یافتہ تھے۔ اور درجنوں کتابوں کے مصنف، شیخ حسن الباقوری جو ازہر کے مختلف معاہد میں تدریس کے منصب پر فائز تھے۔ اور خطابت کے میدان میں حسن البنا کے بعد ان کا دوسرا نام تھا۔ اسی طرح صحافت کے میدان میں بہت سے اہل قلم بھی حسن البنا کے حلقہ میں شامل ہوگئے۔ اس طرح یہ تحریک مذہبی عوامی تحریک سے آگے بڑھ کر سیاسی تحریک بنی اور بعد میں علمی تحریک بھی بن گئی۔ اس طرح مصر کے ہر طبقہ اور ہر گروہ میں اخوان المسلمون نمایاں نظر آنے لگے۔ اور ان کے نام کا اثر یہ تھا کہ اس کی وابستگی سے ہر نوجوان اپنے اندر فخر محسوس کرتا۔ حسن البنا کی انتظامی صلاحیت کا اندازہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ مختلف طبقے، ہر گروہ، اور ہر معیار و مزاج کے لوگوں پر کس طرح ان کا کنٹرول رہا اور لوگ ان کے اشارہ پر چلتے تھے۔

حسن البنا نے جہاں مصر کے مختلف طبقوں تک اپنی بات اور اپنے اثرات پہونچائے۔

تھے۔ وہاں ان کے ذہن میں یہ بات بھی آئی کہ مصری فوج کے نوجوانوں تک بھی اخوان کی بات پہونچ چکی ہے اور وہ اس لئے چاہتے تھے کہ اگر سیاسی لیڈران اور شاہ فاروق نے حکومت اور عوام کے مفاد کے خلاف کوئی قدم اٹھایا تو وہ اپنے تربیت یافتہ نوجوانوں کے ذریعہ مصر میں بغاوت کرا سکیں اور اس وقت انہیں مصر کی فوج کی طرف سے بھی تعاون مل سکے۔ چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے مصری فوج کے کمانڈر انور سادات سے رابطہ قائم کیا۔ انور سادات کی پوزیشن مصری فوج میں بہت زیادہ تھی۔ اور وہ جمال عبدالناصر کے مخصوص ساتھیوں میں تھے۔ اور اس انقلابی کونسل کے ممبر بھی تھے۔ جو ۱۹۵۲ء کے انقلاب کی بڑی کامیابی سے تیاری کر رہی تھی۔ انور سادات حسن البنا کی شخصیت سے کافی متاثر تھے۔ اور انہیں کے ذریعہ اخوان کی فکر فوج کے دوسرے افسران تک پہونچی۔ ان میں سے عبدالمنعم اور انور المفتی قابل ذکر ہیں۔ ان دونوں حضرات نے اخوان کی تحریک کا گہرائی سے مطالعہ شروع کیا۔ اور اس سے اس حد تک متاثر ہوئے کہ فوج میں اخوان کے مبلغ اور داعی بن گئے۔ اور اس حد تک آگے بڑھے کہ دوسرے افسروں نے یہ محسوس کر لیا کہ وہ فوج کو ایک پارٹی کی طرف لے جانا چاہ رہے ہیں۔ چنانچہ انقلابی کونسل کے لوگ ان دونوں کو فوج کے رازوں سے دور رکھنے کی کوشش کرنے لگے۔ اعلیٰ فوجی افسران کے علاوہ فوج کے نوجوانوں میں اخوان کے اثرات بڑھتے گئے۔ اور خاص طور سے وہ نوجوان جو ۱۹۴۰ء کے بعد فوجی کالجوں سے تربیت پا کر منتخب ہوئے تھے۔ حسن البناء نے اخوان کے نوجوانوں کی فوجی تربیت کے لئے فوج افسروں سے بھی مدد لی۔ اس طرح انہوں نے اپنی طاقت کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی کوشش کی۔ اس عرصہ میں مغربی ایشیا میں ایک اور پیچیدہ مسئلہ پیدا ہو رہا تھا۔ وہ تھا فلسطینی کا مسئلہ سامراجی طاقتوں نے فلسطین کی تقسیم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اور وہاں یہودیوں کی ایک مضبوط حکومت قائم کرنے کی پوری تیاری ہو چکی تھی۔ اور اس کو عملی